عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!!

اِدارۂ اشرفیہ عزیزیہ کا ترجمان

ماہنامہ غزالی

محرم الحرام ۱۴۳۹ھ / اکتوبر ۲۰۱۷ء

زیرِ سرپرستی : مولانا پروفیسر ڈاکٹر سید سعید اللہ صاحب دامت برکاتہم

بانی : ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہٗ (خلیفہ مولانا محمد اشرف خان سلیمانیؒ)

مجلسِ مشاورت : پروفیسر ڈاکٹر حاجی شیر حسن صاحب،
مفتی آفتاب عالم، مولانا محمد امین دوست، علامہ محمد طفیل،
قاضی فضل واحد صاحب، مولانا طارق علی شاہ بخاری

مدیرِ مسئول : ثاقب علی خان

مجلسِ ادارت : ڈاکٹر محمد طارق، محمد الطاف حسین، حافظ عماد الحق، ظہور الٰہی فاروقی
ڈاکٹر زیاد طارق

قانونی مشیران: ثاقب وزیر صاحب (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)، سیف اللہ خلیل صاحب (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

Reg No. P476

جلد: شش دھم

شمارہ: 2

فہرست

عنوان	صاحبِ مضمون	صفحہ نمبر
۱۔ اداریہ	حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم	۱
۲۔ حج میں مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ ملاقات	ڈاکٹر یاسر صاحب	۳
۳۔ ایک اصلاحی خط	خوشحال صاحب	۷
۴۔ ایک لطیفہ	میجر ریٹائرڈ عباس صاحب	۱۴
۵۔ ملفوظاتِ تھانویؒ سے ماخوذ	ڈاکٹر محمد طارق صاحب	۱۵
۶۔ دو کام دو انعام اور ثمرہ	جناب گوہر رحمان نقشبندی صاحب	۱۹
۷۔ اکابرینِ سلسلہ کی عجیب شان (ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵)	ڈاکٹر قیصر علی صاحب	۲۴
۸۔ ایک مجلس کی روداد	ڈاکٹر محمد طارق صاحب	۲۷
۹۔ ایک سروے	(انتخاب از ماہنامہ البرہان لاہور)	۳۰
۱۰۔ اصلاحی خط	نعمان شاہ صاحب	۱۳
۱۱۔ مولانا جامیؒ کے کلام کا منظوم ترجمہ	حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم	۳۳

فی شمارہ : -/20 روپے

سالانہ بدل اشتراک : -/250 روپے

ملنے کا پتہ : پوسٹ آفس بکس نمبر 1015، یونیورسٹی کیمپس، پشاور۔

رسالہ جاری کروانے اور بذریعہ موبائل ترسیلِ زر کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں 0313 979 2537

تمام گزشتہ شمارے ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

physiologist72@hotmail.com | www.darwaish.org | akhun82@gmail.com

اداریہ

پاکستان پر عظیم سانحہ گزرا کہ سو سالہ جدوجہد کے بعد قادیانیوں کے زندیق گروہ کو جو اسمبلی سے کافر قرار دیا گیا تھا اور یہ بات آئین کا حصہ بن گئی تھی، اس کو پاکستان کی سینیٹ اور قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ جس پر پی ٹی آئی، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے لوگوں نے ووٹ دے کر اس میں خطرناک تبدیلیاں کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ اسلام کے غدار ہیں پاکستان کے غدار ہیں ان کو کلمہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرنی چاہیئے اور نکاح بھی دوبارہ کرنا چاہیئے۔ دینی پارٹیوں نے اسمبلی کے فورم پر پوری مزاحمت کی لیکن جمہوریت کے اصولوں کے مطابق مخالفین کے دو ووٹ زیادہ ہو گئے۔ سنا ہے کہ دینی پارٹیوں کے تین آدمی موجود نہیں تھے۔ اگر موجود ہوتے تو ان کا ایک ووٹ زیادہ ہو جاتا۔ سینیٹ کے چئیر مین نے شاید ووٹنگ سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اجلاس سے ہی کنارہ کشی کی۔ دینی پارٹیاں چونکہ جمہوریت سے بہت متاثر ہیں اس لئے انھوں نے چپ سادھ لی۔ دینی پارٹیوں کا شائد یہ تجربہ کم ہے کہ وہ ضروری دینی باتیں جن کا کفر اسلام کے ساتھ تعلق ہے وہ پاکستان کے غیور مسلمان کبھی جمہوری اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ چنانچہ عوام نے سوشل و الیکٹرانک میڈیا پر اس زور کا دھاوا بولا اور حملہ کیا کہ جمہوریوں کے چھکے چھڑا دیئے اور اس عوامی دباؤ کے سامنے ان کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور فیصلہ واپس لینے کا اعلان کیا۔ قوم سے یہ فقیر اپیل کرتا ہے کہ ان قادیانیت نواز کالی بھیڑوں کو اچھی طرح پہچان لیں اور مستقبل میں جب یہ ووٹ مانگنے کے لئے آئیں تو ان کی قادیانیت نوازی اور کفر ایجنٹی کا آئینہ ان کے سامنے کریں۔ قوم ان کے گھپلے اور مال و دولت کو لوٹنا تو برداشت کر لے گی۔ خیر ہے قوم کا پیسا لوٹ کر ان کی توندیں خوب موٹی ہو جائیں ہم روکھا سوکھا کھا کر گزارا کر لیں گے۔ لیکن اگر انھوں نے ملک کے اسلامی تشخص کو چھیڑا تو ہم کبھی معاف نہیں کریں

گے۔ پاس کے ملک افغانستان میں کچھ نا عاقبت اندیشوں نے ملک کے اسلامی تشخص کو چھیڑا اور کمونیزم لانے کی کوشش کی۔ نتیجے میں ملک ۴۵ سال سے آگ میں جل رہا ہے اور امن آنے کا نام نہیں لے رہا۔ خدارا اپنے آپ کو ایسی حرکتیں کر کے اس قسم کے خطرات کی طرف نہ دھکیلیں۔

☆☆☆☆☆

(صفحہ ۶ سے آگے)

سب حاجی بڑے احترام سے جنت البقیع میں اپنے حضرت امام شاملؒ کو بھی ایصال ثواب کی نیت سے جاتے۔

ہمارے شیخ حضرت صاحب مدظلہ سے بارہا سنا کہ ۷۰ سال روس والے دہریت کا رونا روتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں اس طرز کا ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے کہ میری (Infectious Diseases) کی ایک مسلمان پروفیسر نے بتایا کہ جب ہم امتحان کیلئے پرچہ دینے کمرے میں جاتے تو پہلے ہمیں لکھنا اور بولنا پڑتا تھا کہ یہ دنیا خود بخود چل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس سب کے باوجود جب روس ٹوٹا اور دہریت کی تبلیغ ختم ہوئی تو سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب اسلام ہوا۔ مسلمانوں کی اولاد جوش وخروش کے ساتھ اسلام کی تعلیمات حاصل کرنے لگیں، مدرسے، مسجدیں اور خانقاہیں دوبارہ آباد کی گئیں۔ ۷۰ سال کفر کا بول بالا کرنے اور مسلمانوں پر زبردستی کے باوجود نوجوانوں میں اسلام کی تعلیمات عام ہو رہی ہیں۔ اسی دوران ایک دن فجر کی اذان کے بعد تھوڑی سی نیند آئی تو حضرت مولانا اشرف سلیمانی صاحبؒ کی زیارت ہوئی۔ فرمانے لگے، ان روسیوں کو خوب تبلیغ کرو۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

حج کے دوران مشرقی وسطیٰ کے مسلمانوں سے ملاقات

(ڈاکٹر یاسر صاحب مدینہ منورہ)

اس سال مدینہ منورہ میں قیام کے دوران روس اور اس کے متعلقہ آزاد ریاستوں سے آئے ہوئے حاجیوں کو اپنے حضرت شیخ ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہ کے ہدایات کے مطابق حضرت صاحب کی کتاب ''حج کی آسان اور مفید ترتیب'' کا مطالعہ کر کے اس کو روسی زبان میں حاجی صاحبان کو سمجھانا تھا۔ بات سب سے پہلے تعارف سے شروع ہوتی، ہم انہیں اپنے بارے میں بتاتے وہ اپنے ملک کے حالات ہمیں بتاتے۔ جب تھوڑے سے مانوس ہو جاتے تو ان کے کھانے کا کچھ انتظام کر کے ان کو کھانے پر بلا لیتے۔ پھر مندرجہ بالا کتاب کا ترجمہ بھی ان کے سامنے پیش کیا جاتا اور باقی دین کی موٹی موٹی باتیں جو کہ حضرت کی مجالس میں بیٹھ کر حاصل ہوئی ہیں کا تذکرہ ہوتا اور سلسلہ کا تعارف بھی پیش کیا جاتا۔

روسی ریاستوں میں سب سے پہلے کرغستان سے حاجیوں کی آمد مدینہ منورہ میں شروع ہوئی۔ بہت سے کرغستانی علماء اور عام لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ کرغزستان کے دارالخلافہ بشکیک کے قریب الیکسانڈرہ (Alexsandra) سے آئے ہوئے ایک امام صاحب جن کا نام عمر آخن تھا، ہمارے سلسلہ کا تعارف سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور پھر اپنا قصہ سنانے لگے کہ میں امام بخاری مدرسہ سے پڑھا ہوا ہوں اور روسی دہریت جب شروع ہو رہی تھی تو میری تعلیم بھی جاری تھی۔ ہمارے استادوں کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اس وقت میری عمر کم تھی۔ مزید یہ کہ ان کے گاؤں میں بھی ایک شیخ صاحب تھے جو کہ سلوک اور تصوف سے وابستہ تھے اور عمر آخن کے والد صاحب بھی غالباً ان سے بیعت تھے، انھوں نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ ان روسیوں کو ہم اپنے گاوں میں نہیں آنے دیں گے۔ یہ

سب لوگ لوہے کے اوزار لے کر اپنے گاوٴں کے ارد گرد کھڑے ہو گئے کچھ دن لڑائی ہوتی روسی بھاگ جاتے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد دوبارہ آجاتے۔۳ ماہ بعد انھوں نے جب شیخ صاحب کو شہید کیا تو پھر سارے لوگ بکھر گئے پھر یہ روسی ہمارے گاوں میں داخل ہوئے۔عمر آخن ابھی الیکسانڈرہ مسجد کے امام ہیں اور کہہ رہے تھے۔ میری بڑی خواہش ہے کہ آپ کے شیخ صاحب کے ساتھ میری ملاقات ہو جائے۔انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ اگر پاکستانی سفارت خانے نے ان کو ویزہ دیا تو پشاور خانقاہ ضرور آئیں گے۔

ترکمانستان سے آئے ہوئے کچھ حاجیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک حاجی صاحب جن کا نام قادم ترک تھا وہ ایک مسجد کے امام تھے اور بچوں کو ناظرہ اور حفظ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔انھوں نے فرمایا کہ میں حضرت نورالدین زنگیؒ کے گاوٴں سے ہوں اور کسی دور میں ہمارے گاوٴں کے سارے لوگ باشرع اور صوم وصلوة کے پابند اور سچے مسلمان تھے اور ہماری عورتیں بہت زیادہ پردہ دار تھیں۔ روس کے آنے سے بھی جب یہ عورتیں پردہ کرنا نہیں چھوڑ رہی تھیں تو مکار روسیوں نے یہ مشورہ کیا کہ پہلے ہم اپنی عورتوں کو آدھا ننگا کر کے ان کے سامنے لائیں گے اور یہ ہماری عورتوں کو ایسے لباس میں دیکھ کر خود ہمارے جیسا لباس پہنیں گی۔اور پھر اس طرح آہستہ آہستہ ہماری عورتوں نے بھی پردہ کرنا چھوڑ دیا۔ ہمارے حضرت صاحب کی یہ بات یاد آرہی تھی کہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ کافر کو تنگ راستے کی طرف مجبور کرو۔حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث پر اپنے کالج میں عمل کیا۔ چند بے پردہ طالبات سیڑھیوں میں آرہی تھیں اور میں بھی انہی سیڑیوں سے جارہا تھا۔حالات ایسے بن گئے کہ یا تو میں ان طالبات کیلئے جگہ چھوڑ کر خود تنگ راستہ لے کر گزرجاوٴں یا ان کو تنگ راستے کی طرف مجبور کروں میں نے سوچا کہ اگر میں بھی باقیوں کی طرح ان کے لئے راستہ چھوڑ دوں تو یہ تو گویا ایک قسم کی نہی عن المنکر کے

خلاف عمل ہوا اور گنہگار کی ایک قسم کی عزت ہوئی۔تو کافروں کو ہمیشہ تنگ راستے کی طرف مجبور کرنے میں ہی مسلمان کی حفاظت ہے۔اس کے علاوہ ترکمانستان سے آئے ہوئے کئی حاجی صاحبان سے ملاقاتیں ہوئیں۔تین بڑی عمر کے حاجیوں سے ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے کہ ہم بھی نقشبندی سلسلے میں بیعت ہیں۔ان کے شیخ ان سے دور رہ رہے تھے حکومت پڑوسی ممالک کے ویزے نہیں دے رہی، اسلئے سب کو اپنے مشائخ سے ملنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔ضعیف العمر افراد جن سے بھی ملاقات ہوئی انھوں نے اپنے مشائخ اور نقشبندی سلسلے کا نام ضرور لیا۔اس سے یہ اندازہ ہورہا تھا کہ روس کی حکومت سے پہلے تقریباً سب حضرات اپنے آپ کو مشائخ سے بیعت کر کے اپنی اصلاح کا تعلق قائم رکھ رہے تھے۔

اس کے علاوہ داغستان سے آئے ہوئے ساتھیوں سے تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔ ۲۵،۲۶ سال کے سب لڑکے روس ٹوٹنے کے بعد پیدا ہوئے۔اور بندہ حیران رہ جاتا ہے کہ سب کے نام احمد، محمد، ابراہیم، یوسف، فرید رکھے ہوئے تھے۔اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے ہی روس کا زور ٹوٹا ہے یک دم مسلمانوں نے اپنے نام دوبارہ مسلمانوں کے طرز پر رکھنے شروع کر دئے جس طرح ۷۰ سال پہلے ان کے والدین کے ان کے آباواجداد رکھتے تھے۔روس کی حکومت کے دوران سب کے نام تھوڑے بہت لازمی روسیوں سے ملتے جلتے ہیں۔

آئے ہوئے حاجیوں کے مطابق موجودہ روسی حکومت بچہ پیدا ہونے پر ۵۰۰۰ ڈالر بطور تحفہ کے دیتی ہے۔اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ روس میں بسنے والے مسلمان اٹھارہے ہیں۔کیونکہ ہمارے حضرت جی کی بات، کہ کافر شادی کرنے اور بچے پیدا کرنے کے جھنجھٹ میں نہیں پڑتے۔اکثر آنے والے حاجیوں نے بتایا کہ ہمارا بچہ ۴،۵ ماہ قبل پیدا

ھوا ہے اور حکومت نے ہمیں پیسے دیئے ہیں اور ہم انہی پیسوں پر حج کرنے آئے ہیں۔

داغستان کے اکثر لوگ مفتی حاجی احمد آفندی سے بیعت ہوئے ہیں۔ جو کہ پورے صوبے کے مذہبی امور کے سربراہ بھی ہیں۔ اُن کے کئی مریدوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ایک مرید جن کا نام احمد تھا فرمانے لگے کہ وہابی جو کہ فقہ کو نہیں مانتے بہت سے ہمارے علاقوں میں آگئے ہیں اور ہمارے ساتھ ہر وقت بحث کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں ان وہابیوں سے کہتا ہوں کہ سو سال پہلے آپ کی جماعت کہاں تھیں۔اور اب تو زیادہ بحث کرنے کا فائدہ نہیں۔ جب دنیا کی آنکھ بند ہو جائے گی تب پتہ چلے گا کہ کون گدھے پر سوار تھا اور کون گھوڑے پر (یہ وہاں کا محاورہ ہے کہ کون حق پر ہے اور کون نہیں)۔ زیادہ تر نوجوان لوگ حج کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ بہت کم (ایک، دو) حاجی تھوڑی پکی عمر کے مل رہے تھے۔ایک حاجی صاحب جن کی عمر تقریباً ۴۰، ۴۵ سال ہوگی، سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے ادھر آئے ہوئے اکثر نوجوان لوگ ہیں اور ان میں زیادہ تر کا یہ خیال ہے کہ روس آپ لوگوں کو آزاد کر دے تو آپ کا ملک بہت ترقی کرے گا۔ روسی ذہن سازی کی وجہ سے یہ حاجی صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ نہیں، ہم روس کے ساتھ رہ کر ہی ترقی کر سکتے ہیں کیونکہ روس بڑی طاقت ہے اور ہمیں ہر جگہ کا ویزا آسانی سے ملتا ہے۔لیکن داغستان کے نوجوان لوگ بہت پرامید تھے اور اپنے حضرت امام شاملؒ کو بار بار یاد کر رہے تھے۔ ان میں ایک فرید صاحب نے مجھے قصہ سنایا کہ انھوں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ امام شاملؒ کو ایک مرتبہ روسیوں نے گھیر لیا اور ارد گرد سارے روسی گھیرا تنگ کر رہے تھے اور گھیرے کے باہر آگ جلائی ہوئی تھی۔ امام شاملؒ اکیلے گھیرے کے اندر رہ گئے پھر امام شاملؒ نے اللہ کا نام لیا اور اپنے نیزے کو زور سے زمین پر مارا اور کود کر ان روسیوں کے گھیرے سے اپنے آپ کو باہر کر دیا۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

ایک اصلاحی خط

(جناب خوشحال صاحب، پشاور)

محترم شیخ و مرشد، سیدی و مولائی حضرت حاجی صاحب اسلام وعلیکم!

بعد از سلام عرض ہے کہ بندہ آپ کے قرب و جوار میں زندگی کے ایام گزار رہا ہے۔ اور خانقاہ کے بابرکت ماحول میں رہنے کی سعادت اللہ پاک نے بغیر کسی استحقاق، محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے۔ جس کے لئے بندہ اللہ پاک کا شکر ادا کرتا ہے۔

الھم لک الحمد ولک شکر۔

بندہ نے کافی عرصے سے اپنے حالات نہیں لکھے جس کا بندہ کوئی معقول عذر بیان نہیں کر سکتا کیونکہ ''خوئے بدرا بہانہ بسیار'' کے مصداق بندہ اس کو اپنی کوتاہی اور سستی ہی کہہ سکتا ہے۔ لیکن اس دوران بندے پر کچھ ایسا حال تھا کہ کئی دفعہ حالات لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ خط کی بجائے ایک مضمون کی صورت اختیار کرتا اور عنوانات اور ذیلی عنوانات کی ایک لمبی چوڑی قطار سامنے آجاتی جس کی وجہ سے وہ خط مکمل کرنا اور آپ کو بھیجنا ہی رہ جاتا تھا۔ پچھلے دو تین دن سے وہ حال خود ہی ختم ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے آج بندہ یہ خط لکھ رہا ہے۔

محترم شیخ و مرشد! بندے کے معمولات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صبح شام سو سو دفعہ تیسرا کلمہ، استغفار، درود شریف اور سورۃ یٰس۔

۲۔ ۳ پارہ تلاوت جس کا آپ نے زبانی فرمایا تھا بعد از نماز ظہر۔

۳۔ مناجات مقبول ایک منزل، جبکہ قصیدہ بردہ شریف پورا روزانہ، جس کا آپ نے فرمایا تھا۔

۴۔ آدھا گھنٹہ درود شریف اس تصور کے ساتھ، کہ آپ یعنی رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک سے فیض میرے قلب پر آرہا ہے۔ بعد از نماز ظہر۔ درود شریف کا یہ معمول پچھلے ۵

سال سے الحمداللہ جاری ہے۔ نیز ۴۱ دفعہ درود تنجینا اسی آدھ گھنٹے میں پچھلے ۳۔۴ سال سے۔ درود تنجینا کا آپ نے نہیں فرمایا تھا یہ بندہ نے خود ہی شروع کیا تھا۔

جواب۔ اللہ مبارک کرے۔

۵۔ سورۃ واقعہ بعد از نماز مغرب یا عشاء۔ یہ پچھلے ۲۰ دن سے شروع کیا ہے۔

جواب۔ اللہ آسان فرمائے۔

۶۔ صبح وشام کی مسنون دعائیں پچھلے ۵ سال سے۔۲۰ دعائیں ایک کارڈ پر چھپی ہوئی بازار سے مل جاتی ہے۔ان کا معمول ہے۔

جواب۔ مبارک ہے۔

۷۔ قیلولہ ۱۲ بجے کے بعد تقریباً آدھ یا گھنٹہ۔ یہ تقریباً ایک مہینے سے شروع کیا ہے۔

جواب۔ یہ بہت مبارک ہے۔اور آدھی صحت ہے۔

۸۔ اشراق، چاشت اور اوابین کی توفیق الحمداللہ پچھلے ۸۔۹ سال سے ہو رہی ہے۔ جبکہ تہجد کی نماز بعد از عشاء کچھ عرصہ پڑھی۔جس کا آج کل ناغہ ہے۔

جواب۔ اللہ تہجد کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ صالحین کا شعار ہے، روحانیت کی رونق ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص راز و نیاز ہے۔اس کی برکت سے ذات ذوالجلال کے ساتھ خاص تعلق پیدا ہوتا ہے۔رات کی دو رکعتوں کو دنیا و مافیھا سے بہتر فرمایا گیا ہے۔

۹۔ بارہ تسبیحات شروع کی تھی۔جس کی وجہ سے دماغ اور دل پر ضعف کے اثرات آ رہے تھے۔آپ کو اطلاع کی تو آپ نے وہ بند کروا کر درود شریف والا معمول شروع کروا یا۔جس سے دماغ اور دل سے ضعف آہستہ آہستہ ختم ہوا اور درود شریف کے معمول سے دماغ اور دل میں پہلے کی نسبت کافی قوت محسوس کی۔

جواب۔ ۱۲ ر تسبیحات بعض اوقات کمزور اعصاب والا آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ایسے ہی ٹھیک ہے۔بارہ کی جگہ تین تسبیحات ہی جہری ذکر کے کر لیا کریں۔تاکہ جہری ذکر کے برکات

کے ساتھ کچھ نہ کچھ رابطہ ہے۔

۱۰۔ پہلے اور دوسرے درجے کی کتابیں پڑھ لی ہیں۔ ملفوظات کی جلد نمبر ۶ زیر مطالعہ ہے۔ تیسرے درجے میں تربیت السالک، سلوک سلیمانی پڑھ لی ہے۔ جبکہ احیاء العلوم کی جلد ۴ زیر مطالعہ ہے۔ مطالعہ میں ناغہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مطالعہ کی رفتار کم ہے۔ جبکہ معمولات میں الحمدللہ ناغہ آسانی سے نہیں ہوا۔

جواب۔ سالک کے لئے مطالعہ بہت ضروری ہے۔ ہمارے اکابر کی کتابیں جو نصاب میں شامل کی گئی ہیں یہ ان کی صحبت کا نعم البدل ہے اور ایک قوی مراقبہ کی قسم ہے۔ دینی معلومات سے خالی سالک بے رونق ہوتا ہے۔

آپ کے ساتھ سفر مانسہرہ سے پہلے بندہ کے ذہن میں خیالات کا ایک سیلاب رواں ہوتا تھا اور حدیث نفس کی کثرت تھی۔ جبکہ کوئی مہمان یا دوست احباب وغیرہ کے بیٹھنے سے اس کے قلب اور مزاج کا پورا عکس بندے پر آتا جس سے قلب پر سخت پردہ آجاتا تھا، جس طرح کنکریٹ کی دیوار کسی نے بنا دی ہو۔ جس سے بندے کو سخت کوفت ہوتی تھی۔ اب ۳ پارہ تلاوت اور سفر مانسہرہ کے بعد حدیث نفس بہت کم ہے۔ خیالات کا سمندر بھی نہیں ہے۔ جبکہ سامنے بیٹھے ہوئے بندے کا عکس بھی نہیں آتا۔ کیونکہ بندہ یا اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا کسی کے آنے کے بعد تسبیح ہاتھ میں لے کر ذکر میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ لیکن یہ ذکر اس ترتیب سے ہوتی ہے کہ آنے والے کے اکرام، مہمان نوازی اور حقوق میں کوتاہی نہ ہو۔ جبکہ ساتھ ساتھ قلب ذکر کی طرف مصروف ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ ترتیب مبارک ہے۔

بندہ کے مزاج پر توجہ مخالف اور حسد کے سخت اثرات آتے ہیں۔ جن کی وجہ سے دماغ، معدہ اور آنتوں پر اثر آتا ہے۔ شروع میں تو دماغ پر اثر کی وجہ سے مزاج اور برتاؤ میں تبدیلی آتی، بعد میں اندرونی طور پر کوفت ہوتی اور کمزور اعصاب والے ساتھیوں پر بھی

اثر آتا۔ اب کچھ عرصے سے اثر آتے ہی محسوس ہوتا ہے کہ اثر آنا شروع ہوا ہے۔ تو بندہ اسی وقت نقش اور حزب البحر پڑھتا ہے جس سے وہ اثر زائل ہوتا ہے۔ بعض اوقات کئی دفعہ پڑھنا پڑتا ہے تب جا کر اثر زائل ہوتا ہے۔ اس طرح کے مخالف اثرات سے تو طبعی طور پر تکلیف ہوتی ہے لیکن عقلاً تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ بندہ سوچتا ہے کہ یہ اللہ پاک کی طرف سے امتحان ہے جس سے مفت کا ثواب مل رہا ہے اور روحانی فائدہ مفت میں ہو رہا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان بھائی شیطان اور نفس کے بہکاوے میں آ کر لاشعوری طور یا شعوری طور پر اپنے آپ کو بھی اور مجھے بھی اذیت دے رہا ہے جس کے لئے وہ معذور ہے۔ لیکن اپنی حفاظت کے لئے بندہ روزانہ ۴ مرتبہ حزب البحر، ۱۱ دفعہ نقش اور کچھ مزید مسنون وظائف بطور دائمی معمول کے پڑھتا ہے۔

جواب۔ یہ حفاظتی ترتیب اختیار کرنا ٹھیک ہے۔

محترم شیخ ومرشد! پچھلے کچھ عرصے سے بندے پر کیفیات جلدی جلدی آتی اور بدلتی ہیں۔ مثلاً امید ورجاء، خوف، سوز وگداز، رقت ونرمی، عبادت وذکر میں مزا آنا، دل کا نرم ہونا، مزاج میں شفقت ونرمی کا بڑھنا وغیرہ۔ اگرچہ بندہ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ یہ کیفیات محمود ہیں مقصود نہیں ہیں۔ لیکن مقصود کے لئے مد اور معاون ہیں اور مقصد کے حصول کے لئے مددگار ہیں۔ کیونکہ کیفیات کے ساتھ عبادت اور ذکر کرنا آسان ہے۔ لیکن اگر کیفیات کسی وجہ سے نہ ہوں، تو اصل چیز مقصود میں لگنا اور اعمال اختیاریہ کو ہمت کے ساتھ کرنا ہے۔ لیکن بہر حال کیفیات کے لذت اور سرور سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بندہ یہ سوچتا ہے کہ جب یہاں کیفیات کی یہ لذت ہے تو اللہ پاک کے دیدار، حضور ﷺ کے دیدار اور زیارتِ انبیاءؑ، صحابہؓ اور دوسرے اولیاءؒ کے ساتھ قیامت اور جنت کے نعمتوں کا کیا حال ہوگا۔

محترم شیخ ومرشد! دنیا میں انسان پر مختلف قسم کے حالات آتے ہیں۔ بندے پر بھی

مختلف قسم کے امتحانات آئے ہیں اور ہیں لیکن بندے کو آج کل کچھ دنوں سے ان پر نہ عقلی طور پر اور نہ طبعی طور پر تکلیف ہے۔ کیونکہ بندہ سوچتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس میں انسان کی خیر ہے۔ان پر اجر ہے اور اللہ پاک حاکم اور حکیم ہے اسلئے جو حکم کرے اس کو اختیار ہے کہ حاکم ہے۔ چونکہ حکیم ہے اسلئے اس کے حکم میں بہتری ہے۔

جواب۔ یہ دھیان اس وقت بہت مفید ہے۔

محترم شیخ و مرشد! بندے نے سوچ کر بولنے کی مشق شروع کی ہے۔شروع کرنے کے بعد اندازہ ہوا کہ یہ حکمت کا دروازہ ہے لیکن اس کو حاصل کرنا مشکل اور مستقل مجاہدہ ہے لیکن کرتے کرتے، گرتے پڑتے اور ہر دفعہ نیا عزم وارادہ کر کے انشاء اللہ یہ کام آسان ہو جائے گا اور دن بہ دن پہلے کی نسبت آسان ہوتا جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ اپنے اوقات کو ایک منظّم تقسیم اوقات کی پابند کرنے کی کوشش ابھی شروع کی ہے۔جس میں پہلے کی نسبت الحمداللہ بہتری آئی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ وقت کے ساتھ اللہ پاک نظمِ اوقات کی پوری پابندی نصیب فرمادیں گے۔

جواب۔ یہ ترتیب مبارک ہے۔

لوگوں کے ساتھ ملاقاتیں، مجلس کرنا الحمداللہ کافی کم ہے لیکن کوئی اور شخص اگر ملاقات کے لئے آجائے تو اس ملاقات کو اس ترتیب پر رکھنا کہ اس کے حقوق کی ادائیگی بھی ہو جائے، ملاقات کا دورانیہ بھی کم ہو اور بندے کا حرج بھی نہ ہو۔ یہ بات بندہ ابھی تک نہیں کر سکا۔

جواب۔ اللہ آسان فرمائے۔

محترم سیدی و مولائی! ان سارے حالات کے بعد اب بندہ درجہ ذیل امور میں آپ کی رہنمائی کا محتاج ہے۔

۱۔ بندہ نے اب تک ۶ ہزار دفعہ اسم ذات، مراقبہ موت اور مراقبہ معیت شروع نہیں

کی۔اس بارے میں کیا حکم ہے۔

جواب۔ اسم ذات ۵۰۰ شروع کریں۔مراقبہ اس کے بعد شروع کروائیں گے۔

۲۔ بندہ کو قلب پر دھان کرنے کے بعد ایک محویت ہوتی ہے جیسے کوئی بہت ہی قریب ہو اور بندہ اس کے خیال میں گم ہو۔لیکن جب بندہ گھر والوں کے ساتھ ہو یا کوئی ملاقات کے لئے آجائے تو اس وقت اس دھیان کو قائم رکھنا بندہ کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ملاقات کے بعد جب بندہ دوبارہ قلب پر غور کرتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے بندہ بہت دور ہو گیا ہو۔ ملاقات کے وقت یا گھر والوں کے ساتھ رہنے کے دوران بندہ قلب کو کیسے حاضر رکھے؟

جواب۔ جب معمولات پکے ہو جائیں گے تو یہ بات حاصل ہو جائے گی۔

۳۔ نماز کے دوران تو پہلے بندہ تلاوت اتنی آواز سے کرتا کہ اپنے کان سن لے۔پھر اب قلب پر دھیان کرتا ہے لیکن بندہ خیالات میں ایسے گم ہو جاتا ہے کہ نماز کا اکثر حصہ گزر جاتا ہے۔بندہ اس کے لئے کونسی ترتیب اختیار کرے؟ا۔الفاظ تلاوت کو آہستہ سے سننا۔ ب۔قلب پر دھیان کرنا۔ج۔خانہ کعبہ کا تصور کرنا۔د۔عرش سے نور کا قلب پر آنا یا جیسے حکم ہو؟

جواب۔ الفاظ کے ادا کرنے کی نیت ہو۔معنی آتے ہو تو معنی کا دھیان کریں۔

۴۔ آپ کے سامنے مجلس میں بیٹھنے کے دوران پچھلے دو دن سے تو بندہ کو قلب کی طرف دھیان کرنے کی کچھ توفیق ہوئی ہے لیکن اکثر قلب دوسرے خیالات کے زد میں بہہ جاتا ہے۔ اس صورت میں قلب کو حاضر رکھنے کیلئے بندہ کیا کرے؟ آیا اس دوران کسی ذکر میں مشغول رہنا چاہئے یا فیض کے آنے کا تصور کرے یا اس کے علاوہ جو بھی حکم ہو؟

جواب۔ شیخ سے فیض کے آنے کا تصور کرے۔

۵۔ بندے پر مخالف توجہ یا دوسرے مخالف جذبات کا سخت اثر آتا ہے جس سے قلب کے آئینے پر سختی اور مزاج پر سخت اثرات آتے ہیں۔ان کو نقش اور حزب البحر سے زائل کرنے

میں بندہ کے اوقات اور توانائی صرف ہوتی ہے۔مخالف توجہ یا جذبات کے اثرات سے بچنے کا بندہ کیا حل کرے۔جبکہ بندہ کا مزاج کچھ عرصے سے ٹکراؤ والا نہیں ہے۔

جواب۔ اس وقت اسم ذات کا آہستہ آہستہ ورد کرنا چاہیئے۔

آخر میں بندہ عرض کرتا ہے کہ اعمال ظاہری اور باطنی کی جتنی توفیق ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل، آپ کی برکات اور آپ کی مجالس میں بیٹھنے کی برکات ہیں۔جبکہ جتنی کوتاہی ہے وہ بندے کی اپنی سستی اور کم ہمتی ہے۔اعمال کی توفیق پر بندہ اللہ پاک کا شکرگزار ہے اور اس میں اپنا کوئی کمال نہیں سمجھتا کیونکہ یہ اللہ پاک کا مجھ پر عظیم احسان ہے جبکہ کوتاہی پر بندہ شرمندہ اور معافی کا طلب گار ہے۔اللہ پاک آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔نیز آپ کے لگائے ہوئے باغ (یعنی ہمارے سلسلے کے) ہر ایک پودے کو شجر سایہ دار اور میوہ دار بنائے اور اس کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔اس کے ساتھ مختلف علاقوں میں ہماری خانقاہیں، مجالس اور مدرسوں کو دین کے مضبوط مراکز بنا کر آپ کے دل کی ٹھنڈک بنائے۔

جواب۔ آمین۔

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز　　　　که در پیشِ مردم گزاری دراز

ترجمہ: وہ نماز دوزخ کے دروازے کی کنجی ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لئے لمبی کی جائے۔

یہ مقدمات منوانے کے بعد اُن سے کہا کہ آپ نے جو دوسروں کو نصیحت کی تھی، اُس نصیحت کی حالت میں اپنے کو افضل اور دوسرے کو حقیر سمجھا تھا یا نہیں؟ اقرار کیا کہ واقعی ایسا ہوا۔میں نے کہا اب امر بالمعروف سے ممانعت کی وجہ سمجھ میں آئی؟ کہا ہاں آ گئی۔غرض اتنے دلائل کے بعد اُس خدا کے بندے نے مانا کہ بیشک غلطی ہوئی۔

ایک لطیفہ

(میجر ریٹائرڈ عباس حضرت صاحب، پشاور)

عمرا خان جو کہ ایک سرحدی نواب تھے۔ جب حج کو گئے تو بمبئی میں گورنر کو نواب صاحب کی مزاج پرسی کا حکم دیا گیا۔ گورنر آیا اور مزاج پرسی وغیرہ کر کے چلا گیا اور خان صاحب اس کی تعظیم کو اٹھے تک نہیں۔ سہارنپور کے ایک رئیس بھی ہمراہ تھے اور انہی سے یہ حکایت منقول ہے۔ انہوں نے کہا مہمان کا اکرام تو مسنون ہے گو کافر ہی مہمان کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے کافرمہمانوں کا بھی اکرام فرمایا ہے۔ تو آپ نے اس کی مدارات کیوں نہ کی؟ عمرا خان نے جواب دیا کہ سنو جی حضور ﷺ نے کافرمہمانوں کا اکرام کیا ہے تو آپ کو پیغمبری کرنا تھی۔ اور مجھ کو پیغمبری کرنا تھوڑا ہی ہے جو میں کافروں کا اکرام کروں۔ یہ کلام عنوان کے اعتبار سے تو پٹھانوں جیسا ہے کہ الفاظ کیسے بے ڈھب ہیں۔ مگر مضمون شیخوں جیسا ہے یعنی محققانہ۔ مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ سے بددل ہونے میں تو مخلوق کا ضرر تھا کہ وہ ہدایت سے محروم رہ جاتے اس لئے حضور ﷺ اکرام کرتے تھے اور مجھ سے بددل ہو کر کسی کا کیا بگڑے گا اور اگر اس کے دل میں اس کے سوا اور کچھ مطلب تھا تو میں اس کا ذمہ دار نہیں۔

ایک واقعہ حضرت مولانا اشرف صاحبؒ سے سنا تھا کہ ایک دفعہ حضرت علامہ جوینیؒ جو حدیث کے مشہور استاد گزرے ہے تیمور لنگ کے دربار میں گئے۔ تیمور لنگ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی ایک ٹانگ پھیلائے ہوئے تھا۔ علامہ جوینیؒ نے بھی اس کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر اپنی ایک ٹانگ پھیلا دی۔ تیمور لنگ نے کہا ''مارا لنگ است'' یعنی میری ایک ٹانگ لنگڑی ہے اس لئے پھیلائی ہوئی ہے۔ علامہ جوینیؒ نے جواب میں فرمایا ''مارا ننگ است'' یعنی میں نے اپنی ٹانگ دینی غیرت کی وجہ سے پھیلا دی۔ مطلب کہ میں ایک عالم ہوں اور عالم کے شان کے لائق نہیں کہ وہ ایک دنیا دار بادشاہ سے دب جائے اور سکڑ کر بیٹھا رہے۔

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے انتخاب

(ڈاکٹر محمد طارق صاحب، چیئرمین شعبہ فزیالوجی، نارتھ ویسٹ سکول آف میڈیسن، پشاور)

استخفافِ معصیت کفر ہے:

ایک ضعیف درجہ محبت کا معصیت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے، جس کے لئے شرط یہ ہے کہ معصیت کر کے شرماوے، نادم ہو اور اپنے کو قصوروار خطاوار سمجھے۔ کیونکہ جو نافرمانی کرتا ہوا شرماوے گا وہ التزام تو کرے گا اتباع کا اور اس کو ضروری تو سمجھے گا۔ نہ کہ گناہ پر دلیری کرنے لگے اور دوسروں کو جرأت دلاوے اور معاصی (گناہ) کو لوگوں کی نظر میں خفیف ظاہر کرے۔ خدا کی پناہ اِن لوگوں کو تو اپنے ایمان کی خیر منانا چاہئے کیونکہ فقہاء نے فرمایا ہے استخفافِ معصیت (گناہ کو ہلکا سمجھنا) کفر ہے۔

معاصی کے باوجود محبتِ نبویؐ کا ایک درجہ:

اور میں نے جو کہا ہے کہ محبت کا ایک درجہ معاصی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے، یہ بھی ایک حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ایک شخص کو چند مرتبہ شراب نوشی میں دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سزا ملتی رہی مگر باز نہ آیا۔ تیسری یا چوتھی بار گرفتار ہو کر آیا تو کسی اس پر لعنت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لعنت مت کرو اِنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ اس ارشاد کی وجہ یہ تھی کہ وہ باوجود گناہ ہو جانے کے حکمِ شریعت کو مانتا تو تھا اور اپنے آپ کو گنہگار سمجھتا تھا اور معصیت پر نادم بھی تھا۔

اب تو یہ حال ہے کہ نصیحت کا مقابلہ کرتے ہیں، احکامِ شرعیہ کا نام سن کر چڑتے ہیں، شریعت کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اچھے خاصے شاہ صاحب ہیں۔ اگر ان کو محبت ہوتی تو کم از کم دل میں دین کی وَقعت تو ہوتی اور اس کے سامنے کچھ لچتے (جھکتے)۔

ایک غریب آدمی کی صاحبِ جاہ کو نصیحت:

کالپی کی ایک حکایت ہے کہ وہاں قنوج کا ایک عطر فروش گیا اور جمعہ کی نماز میں شریک ہوا۔ نماز کے بعد اس نے ایک داروغہ (تھانیدار) کو دیکھا کہ فرض تو انہوں نے کسی طرح مجبور ہو کر امام کے ساتھ اطمینان سے پڑھے کیونکہ امام نے اطمینان سے نماز پڑھی تھی اور یہ اقتداء کی وجہ سے اتباع پر مجبور تھے۔ مگر سنتوں میں آپ نے ڈاک گاڑی ہی چھوڑ دی کہ جھٹ پٹ برائے نام سجدہ رکوع فارغ ہو کر جانے لگے۔ اس گُندھی (عطر فروش) نے اُس کو ٹوکا اور کہا کہ مجھ کو آپ پر بہت رحم آتا ہے کہ آپ اپنے کام کا حرج کر کے تو اتنی دور تکلیف کر کے آئے مگر غرض حاصل نہ ہوئی۔ آپ سنتیں اطمینان کے ساتھ دوبارہ پڑھ لیجئے۔ داروغہ صاحب نے یہ سنتے ہی غریب کو دھمکایا کہ تیری یہ مجال جو ہم پر اعتراض کرے، ہٹ دور ہو، تُو ہوتا کون ہے۔ آج کل یہ حالت ہے اور یہ برتاؤ ہے شرعی احکام کے ساتھ، مجھ کو مقصود تو یہی جزو ہے مگر آگے تتمیم (پورا) بھی کرتا ہوں کہ گو داروغہ جی نے اُسے دھمکایا مگر اُس نے پھر کہا کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں، آپ کے بھلے کو کہتا ہوں، مجھ کو جو چاہو کہہ لو مگر نماز دوبارہ پڑھ لو۔ داروغہ صاحب نے سپاہی سے کہا اس کو ہٹا دو۔ سپاہی نے مارا، دھمکایا مگر وہ یہی کہتا رہا کہ جو چاہو کرو مگر نماز دوبارہ پڑھ لو، میں بغیر نماز پڑھے ہرگز

نہ جانے دوں گا اور ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ اس پر مجمع اکٹھا ہو گیا۔ آخر دوسروں نے بھی داروغہ صاحب سے کہا کہ ایسی بھی کیا ضد ہے جو اپنے نفع کی بات نہیں مانتے، آپ دوبارہ نماز پڑھ لیں، اس میں آپ کا کیا حرج ہے، ثواب کی بات ہے۔ مجبوراً داروغہ صاحب نے سنتیں دہرائیں اور گُندھی کے سامنے اچھی طرح اطمینان سے پڑھیں۔ آخر برائی کیا ہوئی اگر پہلے ہی اچھی طرح پڑھ لیتا تو کیا بگڑ جاتا۔ اس واقعی کی تمام شہر میں شہرت ہوگئی۔ ظاہر میں اگرچہ وہ گندھی پِٹا تھا ذلیل ہوا تھا۔ مگر بڑی نیک نامی ہوئی۔ کیونکہ مظلوم ہونا رسوائی نہیں گو ظاہر میں ذلت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ گُندھی صاحب جدھر جاتے ہیں ہر شخص اُس کو بلاتا ہے کہ میر صاحب یہاں تشریف لایئے کیونکہ اکثر لوگ گُندھیوں کو میر صاحب کہتے ہیں نہ معلوم کس بناء پر کہتے ہیں، سب سید تھوڑا ہی ہوتے ہیں۔ غرض کوئی اُس کی دعوت کرتا، کوئی نذرانہ دیتا۔ اُس نے کہا صاحبو! مجھے اس کی ضرورت نہیں میں تو تاجر ہوں میرے ساتھ تو آپ کا یہی احسان بہت ہے میرا عطر خرید لیا جاوے۔ چنانچہ جلد سارا عطر بک گیا پھر اور لائے وہ بھی جلدی ختم ہو گیا وہ صاحب پیر ہی بن بیٹھے۔ خیر اُن داروغہ صاحب نے لوگوں کے کہنے سے نماز تو پڑھ لی یہ بھی غنیمت ہے، بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ نصیحت سے کبھی نہ پڑھیں۔

وعظ و نصیحت کا ہر شخص اہل نہیں:

چنانچہ کانپور میں ایک صدر منصرم تھے۔ نمازی تھے مگر بغیر جماعت کے نماز پڑھا کرتے تھے، مسجد میں نہ آتے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے اُن کو جماعت کی تاکید کی۔

اُنہوں نے کہا مجھ کو دِق (تنگ) نہ کرو مگر مولوی صاحب اصرار کرتے رہے۔ایک دن شیطان سوار ہوا کہ جاؤ ہم نماز ہی نہیں پڑھتے ہمارا کیا کرلو گے۔غرض پھر عمر بھر نماز پڑھی ہی نہیں۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو کہ وعظ ونصیحت ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔اسی لئے میں اپنے اہلِ علم دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ ابتدائے سلوک میں وعظ ونصیحت نہ کیا کریں۔کیونکہ علاوہ بعض باطنی مقاصد کے جس کو اہلِ طریق جانتے ہیں، ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ قبل تکمیلِ تربیت کے نہ فہم درست ہوتا ہے نہ نیت۔اس لئے احتمال ہے اُن کی نصیحت کے بے محل اور بے اثر ہونے کا اور بعض جگہ مضر (نقصان دہ) ہونے کا۔مگر بعض لوگ اس ممانعت سے متوحش ہوتے ہیں کہ طاعت سے کیوں ممانعت کی جائے۔اس کے متعلق اپنا ایک واقعہ یاد آگیا کہ یہاں ایک ذاکر نے دوسرے ذاکر کو ترفع (تکبر) اور تحقیر کے لہجے میں کچھ نصیحت کی۔مجھ کو اطلاع ہوئی، میں نے بلا کر پوچھا کہ آپ اپنا کام کرنے آئے ہیں یا دوسروں کا۔انہوں نے جو جواب دیا اس سے یہ مفہوم ہوا (سمجھ آیا) کہ امر بالمعروف (نیک باتوں کا حکم کرنا) تو عبادت ہے تو یہ بھی اپنا ہی کام ہے۔مولویوں سے جیتنا بڑا ہی مشکل ہے۔مگر میں نے کہا عبادت میں کچھ شرطیں بھی ہوتی ہیں یا نہیں؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا امر بالمعروف کی شرطیں آپ کو معلوم ہیں؟ جواب دیا کہ اس کی شرطیں تو معلوم نہیں۔میں نے کہا سنیئے ان شرائط میں سے ادنیٰ شرط یہ ہے کہ عین امر بالمعروف کے وقت اپنے کو اس سے حقیر سمجھے ورنہ وہ نصیحت اللہ کے لئے نہ ہوگی اپنے نفس کے لئے ہوگی اور جس عبادت میں خلوص نہ ہو وہ عبادت ہی نہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

دو کام دو انعام اور ثمرہ

فقیر گوہر رحمان نقشبندی فریدی (فقیر سفید ریش باباجی)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا o یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا o

الاحزاب؛ ۷۰، ۷۱.

ترجمہ۔(اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات راستی کی یعنی سیدھی، کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ، اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، اُس نے پائی بڑی مراد)

قرآن معظم کی یہ دو آیات طیبات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب البقیع کے ماتھے پر نہایت دلکش اور دیدہ زیب انداز میں تحریر ہیں۔ان آیات مبارکہ کی تلاوت کرنے میں کچھ عجیب سی تاثیر ہے جو بیان سے باہر ہے، البتہ اس کیفیت کا ادراک قوت حسیّہ سے بالکل محسوس کی جاسکتی ہے۔

ان آیات مبارکہ میں خطاب مؤمنین کو ہے کہ؛

اے ایمان والو!

۱۔تقویٰ اختیار کرو؛ اور

۲۔بات کہو سیدھی۔

جب ایسا کروگے تو ان کا نتیجہ کیا ہوگا؟

۱۔اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے سب کام سنوار دے گا؛اور

۲۔اپنی وسعت رحمت کی بدولت تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اور جب یہ دو کام انجام پا جائیں تو کیا ثمرہ حاصل ہوگا؟

وہ بہت بڑے مراد کو پہنچ گیا۔(سبحان اللہ)

مراد تک پہنچنے کے لئے تمام جسم انسانی میں زبان کا انتخاب کر کے فرمایا گیا کہ قول سدید اختیار کرو۔قول سدید وہ قول ہے جو سچا ہو اور جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہو، صواب ہو جس میں خطا کا ذرہ بھر اختلاط بھی نہ ہو۔ مذاق ،دل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو، دلخراش نہ ہو۔گویا زبان کی اصلاح باقی سب اعضاء و اعمال کی اصلاح میں ایک مؤثر ذریعہ ہے۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ یہ تقویٰ کا ایک جزو ہے لیکن اگر اس پر قابو پا لیا جائے ،تو تقویٰ کے باقی اجزاء خود بخود حاصل ہوتے چلے جائینگے۔(معارف القرآن:۷/۲۴۳)

حقیقتِ تقویٰ تمام احکام الٰہیہ کی مکمل اطاعت ہے کہ تمام اوامر کی تعمیل کرے اور تمام منہیات ومکروہات سے اجتناب کرے۔

﴿خلِّ الذُّنُوبِ صَغِیْرَھا و کَبِیْرَھَا ذَاکَ الُتقیٰ﴾ (چھوٹے اور بڑے سب گناہ چھوڑ دے۔یہی تقویٰ ہے۔)

﴿واصْنَعْ کَمَاش فَوْقَ اَرْضِ الشَّوْکِ یَحْذَرُ ما یَریٰ﴾ (اللہ کی راہ میں اس طرح چل جس طرح کہ خاردار جنگل میں ڈر ڈر کر اور سنبھل سنبھل کر کوئی چلتا

ہے۔)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کے لئے یہ بات خوش کُن ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز ہو، تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔(ابن کثیر؛۸۵۵/۳)

متقی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو ایسی چیز سے محفوظ رکھے جو اُس کے لئے آخرت میں ضرر رساں اور تکلیف دہ ثابت ہو۔ اگر وہ (مضرت دہ چیز) شرک ہے اور آدمی اس سے بچتا ہے تو یہ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ ہے، گناہ اور معصیت سے بچنا تقویٰ کا وسطی مرتبہ ہے۔ اعلیٰ درجہ کا متقی وہ ہے جو لایعنی چیزوں سے منہ موڑ کر ذکر الٰہی میں مستغرق ہو۔

حضرت مولنا اشرف علی تھانویؒ مقبولیت عمل کے لئے تقویٰ کو بنیادی جز وقرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں؛

''عمل کا مقبول ہونا جن شرائط پر موقوف ہے، وہ سب اجزائے تقویٰ ہیں۔ جب کبھی مقبولیت عمل میں کمی ہوگی ،ضرور تقویٰ کے کسی جز کا فقدان ہوگا۔تقویٰ و طاعات میں سے قول سدید کی تخصیص شائد اسلئے کی کہ اس کو اکثر لوگ سہل سمجھتے ہیں یا اسلئے کہ ایذا رسانی میں یہ کثیرالوقوع ہے۔(بیان القرآن:۱۹۷/۳)

ان آیات مبارکہ میں ترغیب وترہیب کی اسقدر اہمیت ہے کہ حضرت سہل بن سعد بن ساعدیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی منبر پر تشریف فرما نہیں ہوئے مگر اس آیت کی تلاوت کی۔

حضرت امام طستیؒ نے مسائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے ان سے پوچھا کہ، قولا سدیدا۔ سے کیا مراد ہے؟

فرمایا، ''انصاف پر مبنی اور حق بات۔''

پوچھا، ''کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟''

فرمایا، ''ہاں۔ کیا تو نے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کا یہ شعر نہیں سنا ہے؟

اَمِیْنٌ عَلیٰ مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ فَاِنْ قَالَ قَوْلًا کَانَ فِیْہِ مُسَدِّدًا

ترجمہ۔(اللہ تعالیٰ نے ان کے سینہ میں جو ودیعت کیا ہے اس پر امین ہیں۔ اگر آپ کوئی بات کریں تو اس میں درست اور حق پر ہوتے ہیں)(درمنثور:۵/۶۲۶)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتا ہے تو وہی شخص بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔یعنی دنیا میں وہ قابل تعریف زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اسے سعادت مندی اور خوش بختی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔(مظہری ۷/۵۴۲)

اسی زبان کی تباہ کاریاں ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ میں فساد پھیلتا ہے، رفاقت رقابت میں، محبت نفرت میں، ،عنایت رکاوٹ میں، سلجھاہٹ الجھاہٹ میں اور سعادت شقاوت میں بدلتے ہیں۔اسی وجہ سے محسنِ انسانیت اور غمخوارِ اُمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت امت کے لئے صرف دو کلمات ارشاد فرما کر سمندر کو کوزے میں بند فرمایا؛[اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسلِمُونَ مِن لِّسانِہٖ وَ یَدِہٖ] (یعنی مسلمان وہ ہے

جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔)

شارحین حضرات ؒ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ’’من لسانہٖ ‘‘ فرمایا ’’من قولہٖ ‘‘ نہیں فرمایا؟ وہ اسلئے کہ لسان سے ایذا پہنچانا بغیر تلفظ اور تکلم کے بھی ہوتا ہے جیسے کہ آدمی اپنی زبان منہ سے نکال کر منہ چڑاتا ہے تو اس سے بھی ایذا پہنچتی ہے۔

اور ’’ لسان ‘‘ کو ’’ید ‘‘ پر اسلئے مقدم فرمایا کہ لسان سے جس کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے وہ عام بھی ہے اور تام بھی ہے، اسلئے کہ ہاتھ سے تو صرف اسی کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے جو سامنے موجود ہو، جبکہ زبان سے اس آدمی کو بھی تکلیف پہنچائی جاسکتی ہے جو سامنے موجود نہ ہو، یا فوت ہو چکا ہو۔ (عطاء الباری شرح صحیح البخاری: ۱/۶۹)

چونکہ زبان کا شر عام بھی ہے اور تام بھی ہے اسلئے کسی شاعر نے کہا ہے:

’’جراحات السنان لها التیام　　و لا یلتام ما جرح اللسان‘‘

(یعنی زبان سے جو زخم لگایا جائے وہ کبھی مندمل نہیں ہوتا بلکہ ہرا رہتا ہے جبکہ ہاتھ کا زخم کچھ عرصے بعد درست ہو جاتا ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی اصلاح ظاہر و باطن کامل طریقہ سے فرما کر قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق استقامت کے ساتھ نصیب فرما کر مقام مراد عظیم پر فائز فرمادے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

اکابرینِ سلسلہ کی عجیب شان

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵ سے پروفیسر ڈاکٹر انجینئر قیصر علی خان صاحب کا انتخاب)

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اکثر مشائخ کے یہاں کچھ مقربین رہتے ہیں وہ جس سے چاہیں شیخ کو راضی کر دیں جس سے چاہیں ناراض کر دیں مگر بحمد اللہ ہمارے حضرات کے یہاں کسی کو اتنا دخل نہ تھا نہ محض روایات کا اثر ہوتا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں حضرت مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی اس قدر شکایتیں ہوئیں کہ مولانا کو اپنے متعلق اندیشہ ہو گیا تھا کہیں حضرت خفا نہ ہو جائیں مگر حضرت نے میرے ہاتھ کہلا کر بھیجا کہ میں نے جو کچھ ضیاء القلوب میں لکھا ہے وہ الہام سے لکھا ہے میرا وہ الہام بدلا نہیں اور مجھ کو تم سے اللہ کیلئے محبت ہے اور جیسے اللہ کو بقاء ہے ویسی ہی حب فی اللہ کو بھی بقاء ہے تم بے فکر رہو مجھ پر ان شکایتوں کا کچھ اثر نہیں۔

پھر اسی سلسلہ میں اپنے مجمع کے دوسرے بزرگوں کے مختلف ابواب کے واقعات بیان فرمائے۔ ایک واقعہ مدرسہ والوں کا اور حاجی عابد حسین صاحب کا بیان کیا کہ حاجی صاحب میں اور مدرسہ والوں میں اختلاف ہوا۔ بیچ والوں نے یہاں تک کہا کہ مدرسہ والے مولود کو حرام کہتے ہیں یہ سن کر حاجی صاحب نے فرمایا کہ پھر اب تو ضروری ہو گیا تا کہ مدرسہ والوں کی عملاً مخالفت ہو جائے۔ اسی زمانہ میں میرا دیوبند جانا ہوا اور یہ اختلاف دیکھ کر پریشان ہوا کہ حاجی صاحب سے ملوں یا نہ ملوں۔ آخر میں نے حضرت مولانا دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ احمد صاحب سے عرض کیا کہ میں مدرسہ میں رہا ہوں اور اس زمانہ میں حاجی

عابد حسین کی خدمت میں بھی آنا جانا تھا اب نہ ملنا بے مروتی ہے لیکن بشرط جواز۔سوا گر ان سے ملنا شرعا جائز ہو تو میں مل لوں حضرت مولانا دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضرور مل لو اس میں ایک حکمت بھی ہے وہ یہ کہ مخالفت کم ہو جائے گی دیکھئے اختلاف کی حالت میں حضرت مولانا نے کس قدر رعایت فرمائی۔

دوسرا واقعہ ایک طالب علم کا بیان فرمایا۔اس نے حاجی صاحب (عابد حسین صاحب) کو دکاندار مکار منہ پر کہا اس وقت حاجی صاحب خاموش ہو گئے اور رات کو حاجی صاحب اس طالب علم کے حجرہ پر گئے اور معافی چاہی اور فرمایا تم عالم، نائب رسول ہو تمہارا ناراض ہونا رسول ﷺ کا ناراض ہونا ہے مجھ سے راضی ہو جاؤ۔حضرت زبان سے حکایت کر دینا تو آسان ہے مگر ذرا دل ٹٹول کر دیکھو ایسا کر بھی سکتے ہو؟ یہ حالت تھی ان بزرگوں کی۔

تیسرا واقعہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب نے ان ہی حاجی صاحب کا بیان کیا کہ ایک ڈپٹی صاحب حاجی صاحب کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ حاجی صاحب اٹھ کر حجرہ بند کر کے چل دیئے تھے۔ڈپٹی صاحب سامنے آ گئے تو ان سے کھڑے کھڑے بات کی اتنے میں مولانا فتح محمد صاحب جو اس وقت مدرسہ کے معمولی طالب علم تھے کچھ عرض کرنے کیلئے پہنچے تو حاجی صاحب اپنی نشست کی جگہ بڑھے کہ بیٹھ کر کہیں جو کہنا ہو۔مولانا نے عذر کیا کہ میں پھر آ جاؤں گا فرمایا شاید ڈپٹی صاحب کے ساتھ جو معاملہ کیا گیا اس سے آپ کو دھوکہ ہوگا مگر کہاں سگ دنیا اور کہاں آپ نائب رسول۔ظاہر ہے کہ یہ بات بلا بزرگی کے ہو نہیں

سکتی۔اللہ اور رسول ﷺ کی عظمت کس درجہ قلب میں تھی حقیقت میں یہ مجمع ہی عجیب وغریب تھا۔

چوتھا واقعہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کا بیان فرمایا کہ مولانا طالب علموں کو توجہ دیا کرتے تھے (صوفیاں اپنے باطن سے دوسرے آدمی کے باطن پر اپنی روحانی شعاؤں کا اثر ڈالتے ہیں اس کو توجہ کہتے ہیں) یہ واقعہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے سنا ناراض ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یہاں پڑھنے آئے ہیں یا فقیر بننے آئے ہیں مولانا نے توجہ بند کردی واقعی یہ حضرات حکیم ہوتے ہیں۔(طالب علم کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ علم حاصل کرنے میں لگے اس وجہ سے یہ ناراضگی ہوئی)۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مثنوی کا سبق پڑھنا چاہا مجھ پر بہت عنایت فرماتے تھے مولانا رفیع الدین صاحب نے سن لیا مجھ کو بلا کر پوچھا سنا ہے کہ حضرت مولانا سے تم مثنوی پڑھنا چاہتے ہو۔میں نے عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ مولانا کو مدرسہ میں بیٹھا رہنے دو ورنہ جنگلوں میں چڑھ جائیں گے یہ ارشاد بھی حکیم ہونے پر مبنی تھا۔ فرمایا کہ وہ وقت بھی عجیب تھا مدرسہ کی در و دیوار سے اللہ اللہ نکلتا معلوم ہوتا تھا جدھر دیکھو بزرگ نظر آتے تھے۔اس وقت گو عدد میں مجمع کم تھا مگر کیفاً زیادہ تھا اب سب کچھ ہے مگر وہ بات نہیں۔اب ماشاءاللہ تعمیر بھی بہت بڑی ہے کتب خانہ بھی بہت بڑا ہے آمدنی بھی بہت زیادہ ہے مجمع بھی کثرت سے ہے مگر وہ چیز جو اس وقت تھی وہ نہیں گویا جسد ہے روح نہیں۔بس اس وقت سارا مدرسہ خانقاہ بنا ہوا تھا۔

ایک مجلس کی روداد

(ڈاکٹر محمد طارق صاحب، چیئرمین شعبہ فزیالوجی، نارتھ ویسٹ سکول آف میڈیسن، پشاور)

بڑی عید کے بعد حضرت حاجی صاحب مدظلہ نے حیات آباد کی مسجد نور فیز تھری روہیلہ مارکیٹ کی مجلس میں ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا بات کریں؟ ایک ساتھی نے کہا کہ آج کل کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور کچھ خودساختہ دانشور بڑے زور وشور سے یہ بات کرتے ہیں کہ قربانی پر اتنا پیسہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے اچھا ہے کہ یہ پیسہ غریبوں میں بانٹ کران کی مدد کی جائے۔ اس پر ایک ساتھی (علی آفتاب) نے کہا کہ اس کا جواب تو انہی دانشوروں کی زبان اور اصطلاحات میں حضرت نے اپنے کتابچہ ''حج کی آسان اور مفید ترتیب'' میں بڑے مدلل انداز میں دیا ہے کہ یہ لوگ جو دانشور (So Called Scholars) کہلاتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیسہ بھیک کی شکل میں غریب کو دے کران کو بھکاری بنا دیا جائے۔ جبکہ شریعت تو رحمت ہے اور اس کے ہر ہر عمل میں بہت ساری مصلحتیں اور فائدے ہوتے ہیں۔ شریعت کا مقرر کردہ قربانی کا مبارک عمل تو معیشت کے پہیے کو گھماتا ہے اور پیسہ حلال روزگار کی صورت میں کتنے سارے لوگوں تک پہنچتا ہے۔ معیشت کے ماہرین جانتے ہیں کہ کامیاب معیشت کی بنیاد پیسے کی گردش (Circulation of money) پر ہے۔ قربانی کے اس شرعی عمل میں پیسے کی خوب گردش ہوتی ہے، اربوں روپے کا کاروبار ہوتا ہے اور پیسہ مالدار لوگوں کی جیب سے نکل کر کئی قسم کے لوگوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ جانور پالنے والے زمینداروں کو ان کے جانوروں کی اچھی قیمت مل جاتی ہے اور مویشی

پالنے کا پیشہ وجود میں آتا ہے۔ پھر منڈی سے گھر تک لے جانے کے لئے گاڑیوں والوں کو کرائے کی صورت میں پیسہ پہنچ جاتا ہے۔ چارہ بیچنے والوں کی بھی خوب کمائی ہوتی ہے۔ چھریاں بیچنے اور تیز کرنے والوں کی بھی کمائی کا زریعہ ہو جاتا ہے۔ پھر عید کے دن ذبح کرنے کے لئے قصائیوں کو مزدوری مل جاتی ہے۔ چونکہ جانور زیادہ اور قصائی کم ہوتے ہیں تو ہر فارغ آدمی چھری کلہاڑی لے کر نکلا ہوتا ہے ان کی بھی اچھی خاصی مزدوری ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ غریب آدمی کو صاف ستھرا صحت مند گوشت کھانے کو مل جاتا ہے۔ معاشرے میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو گوشت کھانا صرف عید کے دن نصیب ہوتا ہے۔ کھالوں کی تجارت میں کتنے آدمی پیسے کماتے ہیں۔ مدارس اور کتنے ہی خیراتی اداروں کی امداد ان کھالوں سے ہوتی ہے۔ اتنے مفید معاشی عمل کو یہ خود ساختہ دانشور بھیک سے بدلنا چاہتے ہیں تو ان کی عقلوں پر ماتم کرنے کے علاوہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمتین صاحب سابق پرنسپل گومل میڈیکل کالج نے واقعہ سنایا کی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں قرطبہ یونیورسٹی کے افتتاح کے لئے حکیم محمد سعید مرحوم کو بلایا گیا تھا۔شاید وہ بڑی عید کے آگے پیچھے کے دن تھے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ قربانی پر لگایا جانے والا یہ سارا پیسہ تعلیم پر لگانا چاہیئے۔ اُن ساتھی نے بتایا کہ مفتی اور عالم حضرات بھی بیٹھے ہوئے تھے اور میں اُن کو دیکھ رہا تھا کہ یہ اس بات پر کچھ بولیں گے مگر کوئی نہیں بولا۔ اُنھوں نے بتایا کہ بعد میں مجھے افسوس رہا کہ مجھے بولنا چاہیئے تھا اور ابھی تک اس کا افسوس ہے۔ مرشدی حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ' نے اُن سے فرمایا کہ پہلے تو آپ دو رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھ لیں تا

کہ آپ جو اُس دن چپ رہ کر خطا کے مرتکب ہوئے اس کا ازالہ ہو جائے اور قیامت کے دن اس کے وبال سے چھوٹنے کی صورت ہو جائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ایسے موقع پر چپ نہیں رہنا چاہئے اور انتہائی زوردار طریقے سے ایسے باطل خیالات ونظریات کا رد کرنا چاہئے ورنہ پھر ان کی جرأت بڑھتی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی حضرات سے آپ کوئی توقع نہ رکھیں کیونکہ اول تو انہیں اس بات کا فہم ہی نہیں ہوتا اور فہم ہو بھی تو ہمت نہیں ہوتی۔ وہ بیچارے دل میں سوچتے ہیں کہ ہم کچھ بولیں گے تو یہ لوگ آئندہ کے لئے ہمیں اپنی تقریبات میں نہیں بلائیں گے اور ہمارہ یہ حیثیت نہیں رہے گی۔ سچ بات ہے ہم ہمت نہیں کرتے ورنہ ذرا آدمی حوصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں، ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ اور باطل کے آگے ڈٹنے پر حق بات کو واضح طور پر کہنے پر اللہ تعالیٰ بہت نوازتے ہیں اور اِن دنیاوی جھوٹی حیثیتوں سے زیادہ عزت عطا فرماتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ؔ کیا غم ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں حق پر جمنے اور ڈٹنے اور ایسے مواقع پر جرأت کی توفیق عطا فرمائے۔

امین۔

ایک سروے

(انتخاب از ماہنامہ البرہان لاہور)

اہل پاکستان کے اسلامی رویوں کے حوالے سے امریکی تھنک ٹینک PEW کی سروے رپورٹ

۲۰۱۳ء	پاکستان میں نفاذ شریعت کے حامیوں کی تعداد	۸۴ فیصد
۲۰۱۳ء	پردے کی حامی پاکستانی خواتین	۹۸ فیصد
	افغانی برقعہ کی حامی خواتین	۳ فیصد
	برقعہ جس میں صرف آنکھیں نظر آئیں	۳۲ فیصد
	صرف چہرہ نظر آئے	۳۱ فیصد
	سر پر اسکارف / چادر	۲۴ فیصد
	سر پر دوپٹہ	۸ فیصد
	دوپٹے کی ضرورت نہیں	۲ فیصد
۲۰۱۶ء	ملک میں نفاذ شریعت کے شدید حامی	۷۸ فیصد
	ملک میں نفاذ شریعت کے معتدل حامی	۱۶ فیصد
	ملک میں نفاذ شریعت کے مخالف	۲ فیصد

پاکستان کے ان سیکولر اور لبرل سیاستدانوں، دانشوروں، صحافیوں، اینکرز کو شرم آنی چاہئے جو امریکی سروے کے مطابق دو فیصد ہوتے ہوئے اٹھانوے فیصد اکثریت کے نظریات وعقائد کے خلاف ہر وقت پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

ہم دینی قوتوں سے Do More کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی جدوجہد مزید تیز کریں اور اس کا دائرہ وسیع کریں۔

(نوٹ: اس اکثریت کو توڑنے کے لئے جو افراد اور ادارے کام کریں گے ان کی مثال ایسی ہے جو کسی دیوار سے ٹکرا رہے ہوں۔ ظاہر ہے ان کو سر پھوڑنے کے علاوہ کیا حاصل ہوگا۔ ادارہ)

اصلاحی خط

(نعمان شاہ صاحب، سری کوٹ، ہری پور)

مشال قتل کیس جو کہ مردان یونیورسٹی میں ہوا تھا، کو مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میرے چھوٹے بھائی نے جو کہ ہری پور میں ایک این جی او میں ملازمت کرتا ہے، اس نے مجھے اس لڑکے کی تصویر دکھائی موبائل پر کہ اس لڑکے کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے اور اس کو یونیورسٹی کے لڑکوں نے گستاخی رسول ﷺ کے شبے میں قتل کیا۔

مجھے بھی بڑا افسوس ہوا کہ یہ تو بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ بہرحال اس کے بعد یہ خبر اخباروں میں، میڈیا میں تمام پاکستان میں لوگوں کو معلوم ہوئی۔ میں دفتر گیا تو ادھر بھی لوگ کہنے لگے کہ آپ کے صوبے والوں نے بڑی زیادتی کی ہے۔ ایک جوان بندے کو شک کی بنیاد پر قتل کیا اور بہت بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔

میں اتوار کے دن گھر پر تھا کہ میں نے مشال کے لئے کچھ نوافل پڑھے اور اس کے لئے استغفار کیا اور جنہوں نے قتل کیا اس کے لئے بددعا کی۔ میں نے جیسے ہی دعا ختم کی تو میرا سارا جسم جلنے لگ گیا۔ میں نے تھوڑا انتظار کیا کہ ویسے تکلیف ہوگی خود ہی ختم ہو جائیگی۔ بہرحال میری تکلیف بڑھنے لگی تو میں نے فوراً استغفار کے نوافل پڑھے اور دعا کی کہ آئندہ اس کے لئے دعا نہیں کرونگا تو میری تکلیف ختم ہوگئی۔ اس کے تین دن بعد دوبارہ میں نے دعا کی کیونکہ لوگ ہر وقت اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ تو جب دوبارہ دعا کی تو وہی حالت ہوئی۔

بہرحال اس کے بعد میں پکا ارادہ کیا کہ آئندہ نہیں کرونگا۔ میں نے جاوید بھائی کو فون کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا اس واقعہ پر کیا مؤقف آیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں البتہ قیصر صاحب نے کہا ہے کہ چونکہ ہمیں واقعہ کا صحیح علم نہیں، اس لئے کوئی رائے قائم نہیں کرنا چاہتے۔

جواب:

اس کیس کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات مختلف اشخاص سے ہوئیں جو سلسلے میں بیعت ہیں یا انھوں نے خود آ کر حالات سنائے۔ ہر بیان کے ساتھ ایک ذمہ دار گواہ ہے جسے بوقت ضرورت پیش کیا جا سکتا ہے۔

ایک مقامی سینئر صحافی نے بتایا کہ ان کا سارا خاندان ہی ذہنی لحاظ سے متوازن (Normal) نہیں۔ مشال کے والد صاحب سے آج سے ستائیس سال پہلے مشال کی ہی عمر کا ایک لڑکا بے دردی سے قتل ہو گیا تھا جسے ننگا کر کے پتھر مار مار کر مارا گیا تھا۔ اس پر اسے عدالت سے سزا ہوئی اور اس نے آٹھ سال جیل میں کاٹے۔ اس لڑکے کی والدہ ستائیس سال مسلسل اللہ کے حضور گڑگڑاتی رہی اور اپنے بدلے کی درخواست کرتی رہی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو اس عورت نے چاولوں کی دیگ پکوا کر خیرات کی۔

مشال کی بے تکی باتیں ہر جگہ مشہور تھیں اور فیس بک اور ویب سائٹس پر اس کی گستاخانہ تحریریں اور تبصرے موجود تھے جن کا ریکارڈ لوگوں نے رکھا ہوا ہے۔ یہ آدمی منہ پھٹ بھی تھا اس لئے یونیورسٹی انتظامیہ کی کوتاہیوں پر بہت جرأت سے بولتا تھا۔ اے این پی کے دور میں یونیورسٹیوں میں بہت بد دیانت (Corrupt) وائس چانسلر بھرتی ہوئے تھے جنھوں نے یونیورسٹیوں کے فنڈز سے کروڑوں روپے لوٹے تھے۔ ان کے خلاف مشال ہر جگہ بولتا رہتا تھا۔ ان لوگوں نے ہی مشال سے جان چھڑانے کیلئے عوام کے سامنے اس کی گستاخانہ حرکات کو اچھالا اور ان کو اشتعال دلایا جس کے نتیجے میں مشال قتل ہوا اور یوں یونیورسٹی والوں نے اپنا اُلو سیدھا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ ایسے واقعات میں ایسے منہ پھٹ لوگوں کی بروقت گرفتاری ضروری ہوتی ہے۔ یہ چیز ان کی جان کی حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے اور جو واقعہ گزرا، اس قسم کے واقعات وجود میں نہیں آتے۔

آپ نے ایسے آدمی کیلئے بخشش کی دعا کی اور ثواب پہنچانے کیلئے نوافل پڑھے جس سے اللہ کے غصے میں آئے اور آپ کو بدنی تکلیف ہوئی۔ آئندہ کیلئے محتاط رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

نعتِ پاک

حضرت مولانا جامیؔ رحمہ اللہ (۸۹۸ھ)

منظوم ترجمہ: حضرت ڈاکٹر فدا محمد مدظلہ العالی

نسیما جانبِ بطحا گزر کُن ز احوالم محمدؐ را خبر کُن
نسیمِ صبح، بطحا کی طرف چل مرے حالات سے اُن کو خبر کر

بِبَر ایں جانِ مشتاقم بہ آں جا فدائے روضۂ خیر البشر کُن
میری مشتاق جاں کو لے چلو واں کہ ہو جائے وہاں روضے پہ قرباں

توئی سلطان عالم یا محمد ز روئے لطف سوئے من نظر کن
جہاں کے بادشاہ ہیں آپ احمد برائے لطف ہم پر بھی نظر ہو

مشرف گرچہ شد جامیؔ ز لطفت خدایا ایں کرم بارِ دِگر کُن
مِلا جامیؔ کو یہ اعزاز گرچہ الٰہی یہ سعادت پھر ہو حاصل

اعلان

آئندہ ماہانہ اجتماع ۱۸ نومبر بروز ہفتہ پشاور خانقاہ میں منعقد ہوگا۔ بیان عشاء کے بعد ہوگا۔